محمد حنیف ندوی

# تاثرات

اسلام سے پہلے عیسائی دنیا کا کیا حال تھا، اور کس طرح ان کے علماء اور عوام الٰہیات کے لاطائل مسائل میں الجھے ہوئے تھے اس کا ایک دلچسپ نقشہ ایک راہب مصنف نے یوں کھینچا ہے کہ:

"روم کے چاروں طرف بازاروں اور گلیوں میں بحث و مناظرہ کا بازار گرم تھا۔ اگر آپ نے کسی دکاندار سے کپڑا طلب کیا تو وہ یہ پوچھ لینا ضروری سمجھتا تھا کہ صاحب یہ تو بتایئے کہ اگر مسیح قدیم ہے تو تنہا خدا کائنات کا خالق کیونکر ہوا۔ اگر آپ صراف کے پاس پہنچے اور آپ نے چاندی اور سونے کی خرید و فروخت کا ارادہ ظاہر کیا تو صراف اس مطالبہ سے کہیں زیادہ اس سوال کو اہم سمجھتا تھا کہ مسیح میں الوہیت کا عنصر قوی تھا یا جسمانیت کا۔ بحث و جدل کے اس ذوق نے اس درجہ لوگوں کے ذہنوں پر قبضہ پا رکھا تھا کہ قوم کا کوئی طبقہ بھی اس سے مستثنیٰ نہیں تھا۔ حتے کہ اگر آپ نے نانبائی سے روٹی مانگ لی۔ اور غلام سے یہ پوچھ لیا کہ نہانے کا پانی گرم ہے یا نہیں تو جواب سے قبل وہ آپ سے اس چیز کے بارے میں اطمینان حاصل کر لینا ضروری سمجھتا تھا کہ حضرت مریمؑ کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ کیا وہ بھی صفت الوہیت سے اپنے بیٹے کی طرح متصف تھیں یا نہیں تھیں؟

کم و بیش یہی حالت آج مسلمان علماء اور عوام کی ہے۔ آج جب کہ ساری دنیائے انسانیت کے سامنے یہ مسئلہ در پیش ہے کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ہولناکیوں کو کیونکر روکا جائے اور خداوندان اقتدار کی چیرہ دستیوں سے تہذیب و ترقی کے اعلیٰ ورثہ کو کیونکر محفوظ رکھا جائے، ہمارے ہاں کے عوام اور علماء نہایت سنجیدگی سے علم غیب اور بشریت پر بحثیں کر رہے ہیں۔ آج جب کہ تمام پرانی بنیادی قدریں تیزی سے بدل رہی ہیں اور اخلاق و عقائد کی دنیا تہ و بالا ہو رہی ہے۔ ہمارے علماء اور عوام نہایت نیک نیتی سے اس بحث و پیکار میں مصروف ہیں کہ یا رسول اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں۔ اسی طرح آج جب کہ

انسانی عظمت نے ستاروں پر کمندیں پھینکی ہیں اور چاند تک رسائی حاصل کرنے میں مصروف ہے ہمارے عوام اور علماء ہنوز اس سوال کے جواب سے عہدہ برآ نہیں ہو پائے کہ اسلام کی حدود کیا ہیں؟ اور کون فرقہ دائرۂ اسلام میں داخل ہے اور کون داخل نہیں ہے۔

ہمارے علماء کو کون بتائے کہ یہ دور بحث و مناظرہ کا دور نہیں ہے۔ اور ان کی فضیلت علمی کا یہ مصرف ہرگز حقیقی اور لائق فخر نہیں ہے کہ وہ اس طرح کے بے کار جھگڑوں میں اپنی عزیز صلاحیتوں کو ضائع کریں اور عوام میں اختلاف و مخاصمت کے بیج بوئیں۔ آج بہت سے اہم کام ہیں جو ان کی مخصوص توجہ کے متقاضی ہیں۔ مثلاً ان کے کرنے کے موٹے موٹے کام یہ ہیں کہ یہ اپنے اسلاف کے تہذیبی و علمی کارناموں کو بنا سنوار کر لوگوں کے سامنے پیش کریں۔ اور ان کو آگے بڑھائیں۔ موجودہ علوم و فنون کی روشنی میں اسلامی تصورات کا جائزہ لیں اور ان کی محکمی و استواری کے جملہ پہلوؤں کو اجاگر کر کے اٹھائیں۔ تعمیر ملک و ملت کے تقاضوں سے واقفیت حاصل کریں اور اپنے اثر و نفوذ سے ان کو تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کریں۔ جہالت کے خلاف علم جہاد بلند کریں۔ اور چند ہی برسوں میں ملک کو تعلیم یافتہ لوگوں کی صف میں لا کھڑا کریں۔ رسم و رواج کی اصلاح کے درپے ہوں اور ان تمام اجتماعی برائیوں کی بیخ کنی کریں کہ جن سے ہمارا معاشرہ بُری طرح پریشان ہے۔ غرض کتنے اہم اور دلچسپ کام ہیں جن میں ان کے تعاون اور رہنمائی کی ضرورت ہے۔ آج قوم کو پیشہ ور واعظوں اور خطیبوں کی احتیاج نہیں۔ اس کو ایسے باخبر اور مخلص کام کرنے والے درکار ہیں جو اس کے مستقبل کو تابناک صورت میں ڈھال سکیں۔

---